فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۸۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا عرفہ میں موجود حاجی یوم عرفہ کا روزہ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: حجاج کرام اگر مشقت محسوس نہ کریں، تو عرفہ کا روزہ رکھ سکتے ہیں، اس بارے میں ممانعت والی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ .

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں (حاجیوں کے لیے) یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔''

(سنن أبي داود : 2440، سنن ابن ماجه : 1732)

سند ضعیف ہے۔ مہدی بن حرب عبدی ''مجہول الحال'' ہے۔

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهٗ .

''میں اسے نہیں پہچانتا۔''

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 337/8، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُهٗ .

''میں اسے نہیں پہچانتا۔''

(سؤالات أبي داود : 473)

❁ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(المُحلّٰی بالآثار : 439/4)

❁ اس حدیث کے بارے میں حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَسَانِيدَ جِيَادٍ أَنَّهُ لَمْ يَصُمْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَلَا يَصِحُّ عَنْهُ أَنَّهٗ نَهٰى عَنْ صَوْمِهٖ .

''اس روایت پر متابعت نہیں کی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جید سندوں سے یہ ضرور ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عرفہ میں) یوم عرفہ کا روزہ نہیں رکھا، مگر یہ ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (عرفہ میں) یوم عرفہ کے روزہ سے منع کیا ہو۔''

(الضّعفاء الکبیر :298/1)

❁ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يُحْتَجُّ بِهٖ .

''اس حدیث سے حجت نہیں لی جائے گی۔''

(المُحلّٰی بالآثار : 439/4)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وُكِّلَ بِالشَّمْسِ تِسْعَةُ أَمْلَاكٍ يَرْمُونَهَا بِالثَّلْجِ كُلَّ يَوْمٍ، لَوْلَا

ذٰلِكَ مَا أَتَتْ عَلٰى شَيْءٍ إِلَّا أَحْرَقَتْهُ .

''سورج پر نو (۹) فرشتے مامور ہیں، جو (اسے ٹھنڈا کرنے کے لیے) روزانہ اس پر برف پھینکتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا، تو سورج جس چیز پر بھی روشنی ڈالتا، اسے جلا کر راکھ کر دیتا۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 7705، العَظمة لأبي الشّيخ : 1153/4)

جواب: روایت ضعیف و منکر ہے۔ عفیر بن معدان ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ يَكْثُرُ الرِّوَايَةَ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَنَاكِيرِ مَا لَا أَصْلَ لَهُ لَا يُشْتَغَلُ بِرِوَايَتِهِ .

''یہ ضعیف الحدیث ہے، اس نے سلیم بن عامر عن ابی امامہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے بکثرت منکر روایات روایت کی ہیں، جن کی کوئی اصل نہیں۔ اس کی روایت میں مشغول ہونا جائز نہیں۔''

(الجرح والتّعديل : 36/7)

مذکورہ روایت بھی اسی سند سے ہے، لہٰذا ''منکر و بے اصل'' ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَامَ نُوحٌ الدَّهْرَ إِلَّا يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى، وَصَامَ دَاوُدُ نِصْفَ الدَّهْرِ، وَصَامَ إِبْرَاهِيمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَامَ الدَّهْرَ

وَأَفْطَرَ الدَّهْرَ .

''نوح علیہ السلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ پورا سال روزے رکھے، داود علیہ السلام نے آدھا سال روزے رکھے اور ابراہیم علیہ السلام نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے (ثواب کے اعتبار سے) پورا سال روزے رکھے اور (حقیقت میں تقریباً) پورا سال روزے چھوڑے۔''

(سنن ابن ماجه : 1714، المُعجم الكبير للطّبراني : 133، شُعَب الإيمان للبَيْهقي : 3563، واللّفظ لهٗ)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بن لہیعہ ضعیف ومختلط ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِبْنُ لَهِيعَةَ، أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ لَا يَقْبَلُونَ شَيْئًا مِّنْ حَدِيثِهٖ .

''اکثر اہل علم ابن لہیعہ کی کوئی بھی حدیث قبول نہیں کرتے۔''

(التّمهيد لما في الموطّا من المَعاني والأسانيد : 12/254)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ لِاخْتِلَالِ ضَبْطِهٖ .

''ابن لہیعہ حافظے کی خرابی کی بنا پر بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(خُلاصة الأحكام : 2/625)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

''اکثر اہل علم ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 13/7)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِبْنُ لَهِيعَةُ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''ابن لہیعہ کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 365/10)

❁ علامہ ابن ترکمانی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ جَمَاعَةٌ .

''محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(الجَوْهَر النّقِيّ : 286/3)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مِمَّنْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فتح المُغيث :221)

❁ حافظ ابراہیم بن موسیٰ ابو اسحاق ابناسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(الشّذ الفياح من علوم ابن الصّلاح :201/1)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(طَرح التّثریب : 64/6)

۞ حافظ سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''ابن لہیعہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(تدریب الرّاوي : 294/1)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 294/2، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 496/2، المعجم الكبير للطّبراني : 393/11)

جواب: سند سخت ضعیف ہے، ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان ''متروک الحدیث'' ہے۔ جمہور نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

۞ علامہ قدوری حنفی رحمہ اللہ نے ''کذاب'' کہا ہے۔

(التّجريد : 203/1)

۞ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ مَعْلُولٌ بِأَبِي شَيْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُثْمَانَ، جَدِّ الْإِمَامِ أَبِي بَكْرِ

ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ، وَلَيَّنَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ، ثُمَّ إِنَّهٗ مُخَالِفٌ لِّلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ : كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ قَالَتْ : مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ، وَلَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''یہ روایت ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے معلول (ضعیف) ہے، جو کہ امام ابوبکر بن ابوشیبہ کا دادا ہے۔ اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے الکامل میں اسے کمزور قرار دیا ہے۔ نیز یہ روایت اس صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے، جس میں ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھتے تھے۔''

(نصب الرّایۃ : 153/2)

اس روایت کے متعلق علمائے احناف کی آراء:

(۱) علامہ انور شاہ کشمیری صاحب لکھتے ہیں:

أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَحَّ عَنْهُ ثَمَانُ رَكْعَاتٍ، وَأَمَّا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً، فَهُوْ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ وَعَلٰى ضَعْفِهِ اتِّفَاقٌ .

''آٹھ رکعات تراویح رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہیں اور بیس رکعت کی روایت ضعیف ہے،اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔''

(العَرف الشّذي :166/1)

(ب) علامہ عبدالشکور فاروقی صاحب نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(علم الفقہ ،ص198)

(ج) مفتی دارالعلوم دیوبند عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

''ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔''

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:249/1)

(د) علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيْفٌ بِأَبِي شَيْبَةَ، مَتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ، مَعَ مُخَالِفَتِهٖ لِلصَّحِيحِ .

''حدیث ضعیف ہے، کیوں کہ ابو شیبہ (ابراہیم بن عثمان) بالاتفاق ضعیف ہے، نیز یہ حدیث (صحیح بخاری وصحیح مسلم کی) صحیح (حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا) کے بھی خلاف ہے۔''(منحة الخالق : 66/2)

یہی بات علامہ ابن ہمام حنفی(فتح القدير : 46/ 81)،علامہ عینی حنفی(عمدة القاري : 17/ 177)،ابن نجیم حنفی(البحر الرائق : 62/6)،ابن عابدین شامی حنفی(رد المحتار : 521/1)، ابو الحسن شرنبلانی حنفی (مراقي الفلاح : 442)،طحطاوی حنفی (حاشية الطّحطاوي على الدر المختار :295/1)وغیرہم نے بھی کہی ہے۔

❁ امام صالح بن محمد جزرہ رحمہ اللہ نے اس روایت کو''منکر'' قرار دیا ہے۔

(تاريخ بغداد للخطيب : 21/7، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''ضعیف'' کہا ہے۔

(فتح الباري : 254/4)

۞ علامہ سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ جِدًّا، لَّا تَقُومُ بِهِ حُجَّةٌ .

''یہ حدیث سخت ضعیف ہے،اس سے حجت ودلیل قائم نہیں ہوسکتی۔''

(المصابيح في صلاة التّراويح : 17)

احمد یار خان گجراتی صاحب اپنی کتاب ''جاءالحق'' (۲/۲٤۳) میں ''نمازِ جنازہ میں الحمد شریف تلاوت نہ کرو۔'' کی بحث میں امامِ ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ منکرِ حدیث ہے۔''

لیکن اپنی اسی کتاب (۱/٤٤۷) کے ضمیمہ میں مندرج رسالہ ''لمعات المصابیح علی رکعات التراویح'' میں اس کی حدیث کو بطور حجت پیش کرتے ہیں۔ یہ منصفانہ رویہ نہیں ہے، واللہ اعلم!

نیز اس روایت میں حکم بن عتیبہ مدلس ہیں،سماع کی تصریح نہیں کی۔

(سوال): کیا ہر مسجد میں اعتکاف ہوسکتا ہے؟

(جواب):اعتکاف مسجد کے ساتھ خاص ہے، مرد اور عورت دونوں مسجد میں ہی اعتکاف کریں گے،اعتکاف ہر مسجد میں ہوسکتا ہے۔

① اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾(البقرة : ۱۸۷)

''تم مسجد میں اعتکاف کررہے ہو۔''

۞ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَمَّ اللّٰهُ الْمَسَاجِدَ كُلَّهَا وَلَمْ يَخُصَّ شَيْئًا مِنْهَا .

''اللہ تعالیٰ نے تمام مسجدوں کو شامل کیا ہے، کسی مسجد کو خاص نہیں کیا۔''

(مؤطأ الإمام مالك : 313/1)

❀ امام بخاری رحمہ اللہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْاعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا .

''تمام مساجد میں اعتکاف (کا بیان)''

(صحيح البخاري، قبل الحديث : 2025)

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْاِعْتِكَافُ جَائِزٌ فِي جَمِيعِ الْمَسَاجِدِ عَلٰى ظَاهِرِ الْآيَةِ .

''آیت کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف تمام مساجد میں جائز ہے۔''

(الإشراف على مذاهب العلماء : 160/3)

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُورًا .

''میرے لیے زمین کو مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 335، صحيح مسلم : 521)

❀ اس حدیث کے تحت علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِمَعْنٰى أَنَّهٗ تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهِ، وَإِلَّا فَقَدْ جَاءَ النَّصُّ وَالْإِجْمَاعُ بِأَنَّ الْبَوْلَ وَالْغَائِطَ جَائِزٌ فِيمَا عَدَا الْمَسْجِدَ، فَصَحَّ أَنَّهٗ لَيْسَ لِمَا عَدَا الْمَسْجِدِ حُكْمُ الْمَسْجِدِ ...... فَصَحَّ أَنْ لَا اعْتِكَافَ

إِلَّا فِي مَسْجِدٍ .

''اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ پوری زمین میں نماز جائز ہے، ورنہ تو نص اور اجماع سے ثابت ہے کہ پیشاب و پاخانہ مسجد کے علاوہ ہر جگہ جائز ہے، لہٰذا یہ بات درست ہے کہ مسجد کے علاوہ مقامات کا مسجد والا حکم نہیں ہے، یہ بھی درست ہے کہ مسجد کے علاوہ کہیں اعتکاف نہیں۔''

(المحلّٰی بالآثار : 428/3)

③ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ، يُجْمَعُ فِيهِ .

''اعتکاف صرف اس مسجد میں ہوسکتا ہے، جس میں نماز با جماعت کا اہتمام ہو۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 90/3، وسندهٗ صحيحٌ)

④، ⑤ امام حکم بن عتیبہ اور امام حماد بن ابی سلیمان رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْتَكَفُ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ يَجْمَعُونَ فِيهِ .

''اعتکاف صرف اس مسجد میں کیا جا سکتا ہے، جس میں لوگ با جماعت نماز پڑھتے ہوں۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ يُجْمَعُ فِيهِ .

''اعتکاف صرف اس مسجد میں جائز ہے، جس میں نماز با جماعت کا اہتمام ہو۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ امام عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ .

''اعتکاف اس مسجد میں درست ہے، جس میں نماز کی جماعت ہوتی ہو۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 91/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑧ ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبَا قِلَابَةَ اعْتَكَفَ فِي مَسْجِدِ قَوْمِهٖ .

''امام ابوقلابہ رحمہ اللہ نے اپنے علاقے کی مسجد میں اعتکاف کیا۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 89/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑨ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالِاعْتِكَافِ فِي مَسَاجِدِ الْقَبَائِلِ .

''قبائل کی مساجد میں اعتکاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 90/3، وسندهٗ صحيحٌ)

⑩ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، أَنَّهٗ لَا يُكْرَهُ الْاعْتِكَافُ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ يُجَمَّعُ فِيهِ .

''ہمارا اتفاقی مسئلہ ہے کہ جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے، اس میں اعتکاف کرنا مکروہ نہیں ہے۔''

(مؤطأ الإمام مالك :313/1)

تنبیہ:

① سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ .

''اعتکاف صرف تین مسجدوں میں ہی جائز ہے؛① مسجد حرام،② مسجد نبوی، ③ مسجد بیت المقدس (اقصیٰ)۔''

(شرح مشكل الآثار : 201/7، ح :2771، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 519/4)

اس کی سند ضعیف ہے، سفیان بن عیینہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے عنعنہ کو مضر سمجھتے تھے۔

(علل ابن أبي حاتم :488/1)

لہٰذا حافظ ذہبی رحمہ اللہ (سیر اعلام النبلاء:۸۱/۱۵) کا اسے ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے منسوخ قرار دیا ہے۔

(شرح مشكل الآثار : 20/4)

اس روایت پر متقدمین ائمہ میں سے کسی نے عمل نہیں کیا۔ بلکہ سارے مسلمان متفق نظر آتے ہیں کہ اعتکاف کسی بھی مسجد میں ہوسکتا ہے۔

② سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کا قول (مصنف عبد الرزاق :۸۰۱۴) عبد الرزاق بن ہمام اور سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ نیز دوسرا قول (مصنف عبد الرزاق: ۸۰۶۱) عبد الرزاق اور سفیان بن عیینہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

④ سعید بن مسیّب کے قول (ابن ابی شیبہ:۹۰/۳) میں قتادہ مدلس ہیں۔

⑤ عطاء بن ابی رباح کا قول (مصنف عبد الرزاق:۸۰۱۹) عبد الرزاق کے

عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلْحَاجِّ الرَّاكِبِ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا رَاحِلَتُهُ سَبْعِينَ حَسَنَةً، وَالْمَاشِي بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ .

''جو سواری پر سوار ہو کر حج کرے، تو سواری کے ہر قدم پر اسے ستر نیکیاں ملتی ہیں اور جو پیدل حج کرے، تو ہر قدم پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 12522)

جواب: روایت ضعیف ہے۔ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے اسے ''مرسل'' قرار دیا ہے۔

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا حديثٌ صَحِيحٌ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(عِلَل الحديث : 826)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾(البقرة : ١٩٦) ''اللہ تعالیٰ کے لیے حج اور عمرہ کو مکمل کرو۔'' کی تفسیر میں فرمایا:

مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ أَنْ تُحْرِمَ مِنْ دُوَيْرَةِ أَهْلِكَ .

''حج کو مکمل کرنے میں سے ہے کہ آپ اپنے گھر سے احرام باندھیں۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 8929، شعب الإيمان للبيهقي : 3736)

جواب: سند ضعیف ہے۔ جابر بن نوح حمانی ''ضعیف'' ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 338/2)

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ .

''اس حدیث کا مرفوع ہونا محل نظر ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ، تحت الحديث : 8928)

❀ حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(شرح مشكل الوسيط : 323/3)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَنَدُهٗ وَاهٍ .

''اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔''

(المهذّب في السّنن : 1771/4)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَا تَأَخَّرَ أَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ .

''جس نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام کی طرف حج یا عمرے کا احرام باندھا، اس

کے پہلے اور بعد والے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے یا (فرمایا:) اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔''

(سنن أبي داود: 1741)

جواب: روایت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن ابی سفیان ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: (۷/ ۵۹۷)'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخٌ مِنْ شُيُوخِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَيْسَ بِالْمَشْهُورِ.

''اہل مدینہ کے شیوخ میں سے ایک شیخ ہے، یہ مشہور نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعديل: 155/9)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''مستور'' کہا ہے۔

(تقريب التّهذيب: 7560)

روایت کے بعض طرق میں سلیمان بن سحیم اور حکیمہ کے درمیان یحییٰ بن ابی سفیان کا واسطہ ذکر نہیں۔ یہاں واسطہ ذکر نہ کرنا وہم اور غلطی ہے۔

② حکیمہ کا سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

③ سند اور متن میں اضطراب بھی ہے۔

❀ حافظ منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اخْتَلَفَ الرُّوَاةُ فِي مَتْنِهِ وَإِسْنَادِهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا.

''راویوں نے اس حدیث کے متن اور سند میں شدید اختلاف کیا ہے۔''

(مختصر سنن أبي داود :508/1)

اس حدیث کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا یُتَابَعُ فِي هٰذَا الْحَدِیثِ .

''اس حدیث میں متابعت نہیں کی گئی۔''

(التاريخ الكبير :161/1)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس روایت کو سخت ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(المحلى بالآثار : 60/5)

حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(بيان الوهم والإيهام : 209/2)

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ لَیْسَ بِالْقَوِيِّ .

''اس کی سند قوی نہیں۔''

(المَجموع : 200/7)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِیثٌ لَا یَثْبُتُ، وَقَدِ اضْطُرِبَ فِیهِ إِسْنَادًا وَمَتْنًا اضْطِرَابًا شَدِیدًا .

''یہ حدیث ثابت نہیں، اس کی سند اور متن میں شدید اضطراب ہے۔''

(زاد المَعاد : 267/3)

نیز فرماتے ہیں:

قَالَ غَیْرُ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُفَّاظِ : إِسْنَادُهٗ لَیْسَ بِالْقَوِيِّ .

''کئی حفاظ حدیث نے فرمایا: اس کی سند قوی نہیں۔''

(تهذيب السّنن : 284/2)

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(البدر المُنير : 97/6، التوضيح لشرح الجامع الصّحيح :58/11)

۞ علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(التّعليق المُمجّد : 235/2)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

۞ سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةٌ أَوْ لِمَنْ بَعْدَنَا؟

قَالَ : بَلْ لَكُمْ خَاصَّةٌ .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا حج کو فسخ کرنا (یعنی حج قران کو حج تمتع میں تبدیل کرنا) ہمارا خاصہ ہے یا ہم سے بعد والے بھی حج فسخ کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، یہ آپ لوگوں کا خاصہ ہے۔''

(سنن أبي داود : 1808)

جواب: سند ضعیف ہے۔ حارث بن بلال بن حارث کی توثیق نہیں۔

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَعْرِفُ هٰذَا الرَّجُلَ .

''ہم اس راوی کو نہیں پہچانتے۔''

(مسائل عبد اللّٰه : 758)

❀ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(المُحلّٰی بالآثار : 99/5)

❀ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ حَالُهُ .

''یہ مجہول الحال ہے۔''

(بيان الوهم والإيهام : 468/3)

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ حَدِيثٌ فِي أَنَّ الْفَسْخَ كَانَ لَهُمْ خَاصَّةً .

''اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں کہ حج کو فسخ کرنے کا جواز صحابہ کا خاصہ تھا۔''

(مسائل أبي داود : 1918)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ لَا يُكْتَبُ .

''اس حدیث کو (متابعت وشواہد میں بھی) نہ لکھا جائے۔''

(زاد المعاد : 179/2)

❀ مزید فرماتے ہیں:

نَحْنُ نَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَنَّ حَدِيثَ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ هٰذَا، لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ غَلَطٌ عَلَيْهِ .

''ہم شہادت دیتے ہیں کہ بلال بن حارث رضی اللہ عنہ والی یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے ثابت نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ کی طرف اس کی نسبت غلط ہے۔“

(زاد المعاد : 179/2)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَافِيَةٌ فَاقْبَلُوا مِنَ اللّٰهِ عَافِيَتَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ نَسِيًّا، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ : ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾(مريم : ٦٤)

”قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حلال کیا، وہ حلال ہے، جسے حرام قرار دیا، وہ حرام ہے اور جس کے متعلق کچھ نہیں کہا، وہ رخصت ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رخصت کو قبول کریں، کیونکہ ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ بھول گیا ہو۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ ”تیرا رب بھولتا نہیں۔“

(سنن الدّارقطني : 2066، مسند البزّار [كشف الأستار] : 123، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 3419)

جواب: سند ضعیف ہے، رجاء بن حیوہ کا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رِوَايَتُهٗ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مُرْسَلَةٌ .

”رجاء کی سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہوتی ہے۔“

(تهذيب التّهذيب : 266/3)